جلد ۲۳ | مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۱ جون سنہ ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۸۷

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دشمنانِ احمدیت کی ناکامی کا آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے

"اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے۔ تب بھی وہ (خدا) میری حمایت کرے گا۔ میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اتروں گا۔ کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں۔ میرے اندرونہ کا جو اس کو علم ہے۔ کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا۔ جو میرے رفیق ہونگے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے۔ کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی۔ اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا۔ کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں۔ کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے۔ جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے۔ اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور ضروری ہے۔ کہ وہ اس سلسلہ کو چلائے۔ اور بڑھائے۔ اور ترقی دے۔ جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلاوے۔ ہر ایک مخالف کو چاہیئے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگاوے اور پھر دیکھے۔ کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے۔ مگر اب وہ کہاں ہیں۔ وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کا کچھ پتہ ہے۔ پس یقیناً سمجھو۔ کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے"

مدینۃ المسیح

قادیان ۹ رجون سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

آج پونے نو بجے صبح چودھری فتح محمد صاحب سیال بذریعہ موٹر اپنی اہلیہ صاحبہ کو بغرض علاج لاہور لے گئے ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

ڈسکہ میں جن اصحاب کو بھیجا گیا تھا۔ وہ واپس آ گئے ہیں۔ کیونکہ وہاں ان کی خدمات کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ زخمیوں کی حالت رو بصحت ہے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۲۶ مئی سے ۹ جون ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب دستی اور بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے:

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
	دستی بیعت		۱۶	سید انتظام علیشاہ صاحب	ضلع مظفر نگر
۱	میاں محمد صدیق صاحب	ضلع سرگودھا	۱۷	مسماۃ عصمت بی بی صاحبہ	" گورداسپور
۲	میاں امام الدین صاحب	" جہلم	۱۸	شرف الدین صاحب	" جہلم
۳	محمد بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ	۱۹	مقبول بی بی صاحبہ	" شاہ پور
	تحریری بیعت		۲۰	سکینہ بی بی صاحبہ	" "
۴	رحیم بی بی صاحبہ	ضلع لائلپور	۲۱	رشیدہ بیگم صاحبہ	" "
۵	شیخ محمد اکبر صاحب	" شاہ پور	۲۲	عبد الغنی صاحب	" جہلم
۶	غلام قادر صاحب	" پشاور	۲۳	عبد السعید صاحب	ضلع میمن سنگھ بنگال
۷	رحمت بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ	۲۴	محمد وسیع الزمان صاحب	" "
۸	شوکت علی خاں صاحب	" شاہجہانپور	۲۵	عبد الستار صاحب	" لاہور
۹	محمد علی صاحب	" سیالکوٹ	۲۶	تمیز الدین صاحب	" میمن سنگھ بنگال
۱۰	محمد حنیف صاحب	گلگت	۲۷	عزیز الدین صاحب	" گورداسپور
۱۱	علی خاں صاحب	" کشک	۲۸	سردار گامن خاں لکانی بلوچ ضلع ڈیرہ غازی خاں	
۱۲	محمد اشم صاحب	" "			
۱۳	داؤد محمد صاحب	" "	۲۹	مسماۃ غلام زہرہ صاحبہ	" "
۱۴	نواب الدین صاحب	" شیخوپورہ	۳۰	بہاول صاحب	ضلع شیخوپورہ
۱۵	ولی محمد صاحب	" پشاور	۳۱	عبد العزیز صاحب	" گورداسپور

تحقیقاتی کمیشن کا ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف شعبہ جات کی پڑتال کے لئے جو تحقیقاتی کمیشن مقرر فرمایا ہے۔ اس کے سامنے اس وقت ان جائدادوں کی فروخت کا سوال درپیش ہے۔ جو مختلف مقامات پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ملکیت شمار ہوتی ہیں اس غرض کے لئے جملہ امراء و پریذیڈنٹ یا سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ایسی تمام جائدادوں کے متعلق جو ان کے علاقہ میں صدر انجمن احمدیہ کی مملوکہ ہوں۔ جملہ تفصیلات ذیل کے نقشہ میں کمیشن ہذا کو جلد از جلد مہیا فرمائیں۔

یہ نقشہ جات اس اعلان کے شائع ہونے سے پندرہ روز کے اندر اندر بنام غلام محمد اختر سٹاف وارڈن ہیڈ کوارٹرز آفس نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور سکرٹری تحقیقاتی کمیشن ہٰذا کے پاس پہونچ جانے چاہئیں۔ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۶ء دستخط غلام محمد اختر سکرٹری تحقیقاتی کمیشن

نقشہ دریافت حالات جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان

سوالات	جوابات
۱۔ محل وقوع و نام موضع۔ تھانہ تحصیل و ضلع ۲۔ قسم جائداد و مکانات۔ دکانات۔ یا اراضی زرعی ۳۔ اگر مکان یا دوکان ہے تو پختہ ہے یا خام۔ کس موقعہ پر واقعہ ہے۔ آبادی کے اندر ہے یا باہر۔ بازار کلاں یا خورد سے کتنی دور ہے۔ اگر کرایہ پر دیا جاسکتا ہے۔ تو کس قدر آمدنی سالانہ اس سے ہو سکتی ہے۔ رہائشی ہے تو تفصیل عمارت دی جائے ۴۔ اگر زرعی اراضی ہے تو کل رقبہ بہ تفصیل اقسام چاہی نہری۔ بارانی۔ بنجر قدیم۔ غیر ممکن وغیرہ دیا جائے۔ بہ تفصیل نمبر خسرہ مندرجہ جمعبندی آخر ۵۔ تشریح کی جائے کہ آیا جائداد موصی کی واحد ملکیت یا قبضہ میں تھی۔ یا دیگر شرکاء کے ساتھ مشترکہ ہے۔ اگر مشترکہ ہے تو اس کی تقسیم کرانے میں کوئی روک تو نہیں ہے۔ ۶۔ کیا یہ جائداد کاغذات سرکاری میں صدر انجمن احمدیہ کے نام منتقل ہو چکی ہے۔ اور اب اس کے استحقاق کے لئے کسی تنازعہ یا مقدمہ بازی کا احتمال تو نہیں ہے۔ اور اب اس جائداد پر کس کا قبضہ ہے۔ اور اس کا انتظام اب کس طرح کیا جاتا ہے۔ ۷۔ اگر فروخت کی جائے تو کیا جائداد کے مقامی خریداران ہیں اور کیا قیمت دیتے ہیں۔ اور ایسے خریداروں کے نام مع پتہ تحریر کئے جائیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ تحقیقاتی کمیشن	امیر پریذیڈنٹ یا سکرٹری انجمن احمدیہ .... مورخہ ....

احمدیہ کور دھرم کوٹ بگہ کی قابل تعریف ہمدردی

۷ جون کو ایک ساہوکار کرم چند بھگت رام کا ایک ریڑھ جس پر گندم لدی ہوئی تھی۔ قلعہ لال سنگھ والی نہر کی پٹڑی پر ایک ملازم لا رہا تھا۔ کہ گھوڑا بدک کر نہر میں گر پڑا۔ عین اس وقت احمدیہ کور دھرم کوٹ بگہ جو انبھوال کے جلسہ سے واپس آرہی تھی۔ اس موقعہ پر پہونچی۔ اور کئی ایک نوجوانوں نے فوراً چھلانگیں لگا دیں۔ اور گھوڑے کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر وہ نکل نہ سکا۔ البتہ گندم کی چند بوریاں نکال لیں اور اس طرح ایک حادثہ کے موقعہ پر بہترین خدمت سرانجام دی۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے احمدی طلباء کا نتیجہ

۱۔ مولوی عبد السلام صاحب عربی، ۔ اے۔ ایل ایل۔ بی (سال اول) فرسٹ کلاس

۲۔ مسٹر علی بن مولوی عبد القادر صاحب بھاگلپوری ایل ایل۔ بی فرسٹ ڈویژن

۳۔ صوفی غلام محمد صاحب ریچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان) بی۔ ٹی

۴۔ ملک عبد القیوم صاحب ابن ڈاکٹر ملک عبد الغنی صاحب ایم۔ اے (سال اول) جغرافیہ

۵۔ میر عبد الرب صاحب ابن مولوی علی احمد صاحب ایم اے بھاگلپوری بی۔ اے فرسٹ ڈویژن یونیورسٹی میں سیکنڈ۔

۶۔ مولوی عبد المنان صاحب عمر ایف۔ اے سیکنڈ ڈویژن

۷۔ محمود بٹ صاحب ابن ڈاکٹر عطاء اللہ صاحب بٹ میٹریکولیشن فرسٹ ڈویژن یونیورسٹی میں (جہلم)

۸۔ مندرجہ بالا اصحاب کے علاوہ ایک احمدی خاتون آمنہ تمیم صاحبہ بھی پرائیویٹ طور پر ایف۔ اے میں شریک ہو کر سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

نیشنل لیگ کور کی طرف سے پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کے استقبال کے متعلق سوالات کے جواب

نیشنل لیگ نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ اور بہت اچھی مثال قائم کی۔

اعمال کی اصلاح میں کیا مشکلات درپیش ہیں؟

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۵ رجون ۱۹۳۶ء)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بعض وہ اسباب بیان کئے تھے۔ جن کی وجہ سے ایسے زمانہ میں جبکہ

مذہب کے ساتھ حکومت

نہ ہو۔ عملی اصلاح عقیدہ کی اصلاح سے زیادہ مشکل نظر آتی ہے۔ آج اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ تو اس مضمون کا دوسرا حصہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے قبل میں

بعض اعتراضات کا جواب

دینا چاہتا ہوں۔ جو ایک دوست کی طرف سے مجھے موصول ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ نیشنل لیگ کور کی طرف سے پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کا لاہور میں استقبال کیوں کیا گیا:۔

۲۔ اخبار الفضل میں ان کے متعلق فخر وطن کے الفاظ کیوں لکھے گئے۔ جبکہ ان کے کام جماعت احمدیہ کی پالیسی اور اس کے طریق کے خلاف ہیں:۔

۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلم لیگ میں داخلہ سے باوجود انگریز حکام کی تائید کے روکا۔ کہ آخر یہ بھی کانگریس کی طرح ہو جائیں گے۔ تو آج نیشنل لیگ کی اجازت کیوں دی گئی ہے:۔

۴۔ یہ کہ میں آپ کی تحریرات سے ہمیشہ یہ سمجھتا رہا ہوں۔ کہ آپ ہندوستان کی آزادی کے حق میں ہیں۔ اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم آپ کو روکے ہوئے ہے۔

۵۔ یہ کہ یہ تغیر درحقیقت پنجاب گورنمنٹ کے بعض افسروں کے ناجائز سلوک کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ یعنی کسی حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا موجب غصہ ہے:۔

۶۔ یہ کہ میرے نزدیک یہ طریق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے مجھے اجازت دی جائے۔ کہ اس بارہ میں اختلاف رکھ سکوں۔ گو اسے ظاہر کر کے فساد کا موجب نہ بنوں گا:۔

یہ

چھ باتیں

ہیں۔ جو ان کے خط کا خلاصہ کہی جا سکتی ہیں میں سمجھتا ہوں۔ ممکن ہے۔ بعض اور دوستوں کے دلوں میں بھی یہ خیال پیدا ہو رہے ہوں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس خط کا جواب خط کے ذریعہ دینے کی بجائے خطبہ میں دیدوں۔ تا دوسروں کے لئے بھی میرے نقطۂ نگاہ کو واضح کر دینے کا موجب ہو:۔

پہلی بات یہ ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کے

استقبال میں کیوں حصہ لیا گیا

اس کے متعلق سب سے پہلے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ آل انڈیا نیشنل لیگ ایک سیاسی انجمن ہے۔ اور اس کے کاموں کی بنیاد سیاست پر ہے۔ اور آل انڈیا نیشنل لیگ کا ہر فعل ضروری نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے اقدام کے پوری طرح مطابق ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ نیشنل لیگ سلسلہ کی روایات اور تعلیم کے خلاف چل سکتی ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہونا چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت جن کاموں میں دلچسپی لینا نہ چاہتی ہو۔ لیگ ان میں دلچسپی رکھے کیونکہ جماعت احمدیہ بحیثیت جماعت مذہبی ہے اور اس کی دلچسپی بحیثیت جماعت مذہبی کاموں سے ہی ہو سکتی ہے مگر

آل انڈیا نیشنل لیگ ایک سیاسی جماعت ہے

اور اس کی دلچسپی سیاسی کاموں سے ہی ہو سکتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ سلسلہ کی روایات اور اصول سے نیشنل لیگ دور جا سکتی ہے بلکہ صرف یہ بتانا ہے۔ کہ دونوں کا میدان عمل جُدا ہے۔ اور اس لئے دائرۂ عمل ضروری طور پر جدا جدا ہو گا۔ اور طریق عمل بھی۔ ہر فرد جو نیشنل لیگ کا ممبر ہے۔ جیسا کہ میں نے اس کی بنیاد کی اجازت دیتے ہوئے کہا تھا۔ جب نیشنل لیگ کی ہدایت کے ماتحت اس کے ممبر کام کریں گے۔ تو ان کے فعل کی ذمہ واری نیشنل لیگ پر ہی ہو گی۔ اور

سوائے اس کے کہ ان کا قدم

سلسلہ کی روایات اور اصول کے خلاف

ہو۔ میں اس میں دخل نہیں دونگا۔ ہاں خلاف ہونے کی صورت میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی اعلان کر دیا تھا۔ میرا فرض ہوگا کہ لیگ سے جواب طلب کروں۔ یا اُسے مناسب ہدایات دوں۔ لیکن جس حد تک کہ لیگ کا کوئی قدم اور سلسلہ کی تعلیم و اصول باہم ٹکراتے نہیں۔ ہم اسے پوری آزادی دینگے۔ کہ سیاسی معاملات میں جس حد تک وہ

دوسری قوموں سے تعاون

کرسکتی ہے۔ کرے۔ صرف یہ پابندی اس پر ہوگی۔ کہ اس کا کوئی قدم سلسلہ کی تعلیم کے خلاف نہ ہو۔

پس میرے اس اعلان کے بعد لیگ کے اس کام کو جو اس کے دائرہ عمل کے اندر ہے۔ سلسلہ کی طرف منسوب کرنا سخت غلطی ہے۔ من حیث الجماعت جماعت احمدیہ سیاسی کاموں میں حصہ نہیں لے سکتی مگر نیشنل لیگ کے ممبر اس کے ممبر ہونے کی حیثیت سے حصہ لے سکتے ہیں۔ جیسا کہ وہ احمدی جو مسلم لیگ۔ یا مسلم کانفرنس کے ممبر ہیں۔ ان کے اندر سیاسیات میں لینے کی وجہ سے وہ جماعت احمدیہ کے نمائندہ اور اس کی پالیسی کے نمائندہ نہیں ہوسکتے۔ اور نہ ہی ان کے فیصلوں کی ذمہ داری جماعت احمدیہ پر عائد ہوسکتی ہے۔ کسی احمدی کا

مسلم لیگ کا ممبر

ہو جانے کے یہ معنے ہرگز نہیں ہوسکتے۔ کہ جماعت احمدیہ من حیث الجماعت سیاسیات میں حصہ لے رہی ہے۔ اور نہ ان کے فیصلوں کا اثر من حیث الجماعت جماعت احمدیہ پر پڑے گا۔ اگر کوئی احمدی ممبر کسی فیصلہ کی تائید کرتا ہے۔ تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ساری جماعت ان فیصلوں کی پابند ہے۔ وہ شخص شخصی حیثیت سے وہاں رائے دے کر آیا ہے۔ اور اگر وہ فیصلہ سے متفق ہے۔ تو وہ شخصی طور پر اس وقت تک اس کا پابند ہے۔ جب تک کہ جماعت کی طرف سے اُسے روک نہ دیا جائے۔ اسی طرح نیشنل لیگ اگر کوئی فیصلہ کرتی ہے۔ تو جماعت احمدیہ اس کی ذمہ دار اور پابند نہیں ہوگی۔ جماعت کا صرف اتنا کام ہوگا کہ جب وہ کوئی ایسا کام کرے۔ جو بالبداہت اور بالصراحت سلسلہ کی روایات اور اس کے اصول کے خلاف ہو۔ اسے روک دے اور کہدے۔ کہ آپ کے بحیثیت افراد جماعت احمدیہ ہونے کے ہم آپ کو کوئی ایسا کام نہیں کرنے دینگے۔ جس سے جماعت پر حرف آئے۔

پس لاہور میں پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کا جو استقبال ہُوا۔ وہ جماعت احمدیہ کی طرف سے نہیں۔ بلکہ نیشنل لیگ کی طرف سے تھا۔ نیشنل لیگ کور نیشنل لیگ کے ماتحت ہے۔ اور بحیثیت اس اقرار کے جو کور میں بھرتی ہوتے وقت ہر شخص نیشنل لیگ سے کرتا ہے۔ وہ پابند ہے کہ جب اُسے وہ آواز دے۔ تو اس پر لبیک کہے۔ جب تک

خلیفہ وقت کی آواز

اسے نہ روکدے نیشنل لیگ کور کا ہر ممبر اپنے عہد اور اقرار کی وجہ سے اس بات کا پابند اور جوابدہ ہے۔ پس نیشنل لیگ کور کے ممبر لیگ کی ہدایت کے ماتحت قادیان سے بھی اور باہر سے بھی وہاں گئے۔ اور پابند تھے۔ کہ جاتے۔ اس کی ذمہ واری نیشنل لیگ پر ڈالنے سے میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ اس کا یہ فعل بُرا تھا۔ بلکہ یہ

بالکل جائز فعل تھا

اور اس میں کسی قسم کی قباحت نہ تھی۔ اور ابتداء میں مَیں نے نیشنل لیگ کو جو ہدایات دی تھیں۔ وہ ان کے عین مطابق تھا۔ بالکل ٹھیک۔ اور درست تھا۔ مگر پھر بھی اُسے جماعت احمدیہ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے کوئی معمار۔ نجار یا لوہار احمدی اپنے ہم پیشوں کی کسی مجلس میں شریک ہو۔ تو اس مجلس کا فیصلہ جماعت احمدیہ کا فیصلہ نہیں کہلا سکتا۔ گو اس کی شمولیت ہماری خواہش کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔ محض شمولیت سے اس کا فعل ساری جماعت کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بعض اوقات اچھے افعال کی جزئیات میں بھی اختلاف ہوسکتا ہے۔ مثلاً کسی کام کی تفصیلات اگر میں سوچوں تو وہ اس سے مختلف ہوں گی۔ جو لیگ سوچے اس لئے اس کا فیصلہ باوجود پسندیدہ ہونے کے میری طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ وہی فعل اگر میں کرتا۔ تو اس کی تفصیلات بالکل اور ہوتیں۔ پس اول تو اس کی ذمہ واری جماعت احمدیہ پر عائد نہیں ہوسکتی۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ فعل سوال کرنے والے دوست کے نزدیک اتنا بُرا اور بھیانک تھا۔ کہ جماعت کو اس سے روکنا چاہیئے تھا۔ یہ بات میری عقل سے بالا ہے۔

استقبال ایک اعزازی چیز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس بعض انگریز آتے اور میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ آپ دو دو میل ان کو چھوڑنے کے لئے چلے جاتے۔ بعض روایات میں ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک یہودی مہمان

آیا۔ اور آپ کے بستر پر رات کو پاخانہ کرکے صبح چلا گیا۔ اتفاقاً رستہ میں جاکر اسے یاد آیا۔ کہ کوئی چیز وہاں بھول آیا ہوں اسے لینے کے لئے واپس آیا۔ تو دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خادم کو ساتھ لے کر اُسے دھو رہے تھے۔ یہ دیکھکر وہ دل میں سخت شرمندہ ہُوا۔ کہ میں نے کیا سلوک کیا تھا۔ اور یہ میرا کس قدر اعزاز کرتے ہیں۔ تو کسی کا اعزاز کرنے کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے۔ کہ اس کے خیالات سے کلی اتفاق ہے۔ بلکہ اعزاز انسانیت اور مذہب کی طرف سے ضروری ہے بشرطیکہ اس میں بے غیرتی نہ پائی جائے۔ اگر پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اعلان کر دیتے۔ کہ

احمدیت کو مٹانے کے لئے

وہ اپنی تمام طاقتیں خرچ کر دینگے۔ جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے۔ تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو۔ کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب۔ نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے۔ جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے۔ اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے۔ تو ایسے شخص کا جبکہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آرہا ہو۔ ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔ جو اقوام کے دلوں سے باہمی

بغض اور تعصب کو دُور کرنیکا مُوجب

ہوسکتی ہے۔ میں پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں۔ کہ ایک دفعہ لاہور کے ایک ہندو ڈاکٹر یہاں آئے۔ اور مجھے بھی ملے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ چند روز ہوئے۔ گاندھی جی کہہ رہے تھے۔ کہ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں قادیان جاؤں۔ اور جماعت احمدیہ کے امام سے مل کر انہیں اپنے ساتھ کام کرنے پر آمادہ کروں۔ کیونکہ یہ بہت منظم جماعت ہے۔ اور بہت اچھا کام کرسکتی ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ آپ میری طرف سے انہیں کہدیں۔ کہ وہ ضرور تشریف لائیں۔ ہم ان کا شاندار استقبال کریں گے۔ میں سب لوگوں کو جمع کر دونگا۔ اور خود بھی جلسہ میں شامل ہُونگا۔ وہ جتنا عرصہ چاہیں تقریر کریں۔ اگر ان کے خیالات سے مجھے اختلاف ہوا۔ تو بعد میں مَیں بھی تقریر کردونگا۔ اور اگر ان کی بات کا مجھ پر اثر ہُوا۔ تو میں مان لوں گا۔ اور اگر ان پر میری بات کا اثر ہو۔ تو وہ مان لیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جبکہ گورنمنٹ کے کسی حصہ کے ساتھ ہمارے اختلاف کا کوئی سوال

ہی نہ تھا۔ بلکہ لوگ ہمیں حکومت کے خوشامدی کہتے تھے۔ اور حکومت بھی اپنا دوست سمجھتی تھی۔ اس وقت میں نے کہا تھا۔ کہ ہم

گاندھی جی کا شایانِ شان استقبال

کریں گے۔ پس اگر نہرو صاحب کے لاہور آنے پر نیشنل لیگ نے کہ جس کا وہاں مرکزی دفتر ہے (آل انڈیا نیشنل لیگ کا مرکزی دفتر قادیان میں نہیں۔ بلکہ لاہور میں ہے) اگر ان کا استقبال کیا۔ تو یہ عین شرافت اور اچھی مثال کہلائے گا۔ نہ کہ قابلِ اعتراض ؂

یہ خیال کہ جس سے اختلاف ہو اس کا اعزاز نہیں کرنا چاہیئے۔ بالکل غلط ہے۔ ہم

انگریزوں کا اعزاز

ہمیشہ سے کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ عیسائی ہیں۔ اور عیسائیت کو مٹانا ہمارے مقاصد میں سے ہے۔ پس اگر عیسائیت سے اس قدر شدید اختلاف کے باوجود ہم انگریزوں کا اعزاز کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ نہرو صاحب کا اعزاز کرنا ناجائز ہو۔ اگر ہم ان لوگوں کا اعزاز تو جائز رکھیں۔ جو خدا کو ایک نہیں۔ بلکہ تین سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا استقبال ہمارے نزدیک ناجائز ہو جو یہ کہتا ہے۔ کہ

ہندوستان انگریزوں سے آزاد ہونا چاہیئے

تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ جو لوگوں کو خدا کی بادشاہت سے نکالتے ہیں۔ ان کا اعزاز کو ہمارے نزدیک جائز ہے لیکن جو انگریز کی بادشاہت سے ملک کو نکالنا چاہتا ہے۔ اس کا جائز نہیں۔ گویا خدا تعالےٰ کی بادشاہت سے بھی زیادہ ہمیں انگریز کی بادشاہت عزیز ہے۔ اگر باوجود اس حقیقت کے جو انگریز یعنی عیسائی ہمارے اس خدا کی کرتے ہیں جس کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہستی مچھر کے برابر بھی نہیں۔ ہم انگریزوں کا اعزاز کر سکتے ہیں۔ تو پھر یقیناً نہرو صاحب کا استقبال بھی ہم کر سکتے ہیں۔ اگر سیاسی اختلاف پر اعزاز ناجائز ہو جاتا ہے۔ تو مذہبی اختلاف پر یقیناً ناجائز ہو جائے گا۔ اور ہم پھر انگریزوں کا اعزاز بھی نہیں کر سکیں گے۔ لیکن

ہماری پچاس سالہ تاریخ

گواہ ہے۔ کہ باوجود عیسائیت کی شدید دشمنی کے اور باوجود اس کے کہ اسے مٹانا ہمارے مقاصد میں داخل ہے ہم

انگریز سے دوستی جائز

سمجھتے رہے ہیں۔ رکھتے رہے ہیں۔ رکھ رہے ہیں۔ اور رکھتے جائیں گے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم پنڈت نہرو صاحب کا استقبال نہ کریں۔ اور خواہ وہ اچھا کام ہی کرتے ہوں۔ ان کی عزت نہ کریں۔ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ اس لئے نیشنل لیگ نے جو کچھ کیا۔ ٹھیک اور درست کیا اور ایک بہت اچھی مثال قائم کی ہے۔ اب اگر سیاسی طور پر نیشنل لیگ کا کوئی لیڈر کہیں جائے۔ تو ہم کانگرسیوں سے امید کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اس کی عزت کریں۔ اور اگر وہ نہ بھی کریں۔ تو بہر حال اخلاقی لحاظ سے ہماری ان پر فتح رہے گی۔ اور دنیا دیکھ لے گی۔ کہ نیشنل لیگ نے باوجود اختلاف کے کانگرسی لیڈر کا استقبال کیا۔ مگر کانگرسیوں نے اس کے لیڈر کا اعزاز نہیں کیا لیکن ابھی یہ قیاسات بہت دور کے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر ایسی مثالیں قائم کی جائیں۔ تو آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے ساتھ

مروّت اور محبّت کا سلوک

پیدا ہوگا۔ اور ہندوستانی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے لیڈروں کا اعزاز کرنا سیکھ جائیں گے۔ اس لئے میرے نزدیک نیشنل لیگ کا یہ فعل قابلِ استحسان ہے ؂

(خطبہ کے بعد)

ایک اور دوست نے چند اور سوال خطبہ کی بناء پر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ اگر پنڈت جی کے اس احسان کا یہ شکریہ ہے۔ جو انہوں نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے مضمون کا جواب لکھ کر کیا۔ تو لیگ کیوں شامل ہوئی۔

سب جماعت کیوں استقبال میں شامل نہ ہوئی

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ کہ یہ اس احسان کا شکریہ ہے۔ بلکہ یہ کہا۔ کہ جو شخص ایسا فعل کرتا ہے۔ اسے ہم جماعت کا دشمن نہیں کہہ سکتے اور اس وجہ سے اس کا استقبال کرنے والے کو بے غیرت قرار نہیں دے سکتے۔ اور جب استقبال بے غیرتی نہیں۔ تو صرف مہمان کا اعزاز رہ جاتا ہے۔ جو ناجائز نہیں بلکہ مستحسن فعل ہے۔ باقی رہا دوسری جماعت کا سوال۔ اگر ان میں سے وہ لوگ جو سرکاری ملازم نہیں۔ اس استقبال میں شامل ہوتے۔ تو یقیناً یہ بھی اچھی مثال ہوتی۔ میرے نزدیک وہ بھی قابلِ اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ ایک دوسرے کے لیڈروں کا ادب جبکہ اس میں بے غیرتی نہ ہو۔ یقیناً

ایک اچھا فعل

ہے۔ چنانچہ گاندھی جی جب ولایت گئے تھے۔ تو ان کا استقبال خود انگریزوں نے نہایت شاندار کیا تھا۔ اور ابھی حال میں جب پنڈت جواہر لال صاحب نہرو انگلستان گئے تھے۔ تو ان کا استقبال بھی انگریزوں نے کیا تھا۔ پس اگر انگریز گاندھی جی کا اور پنڈت جی کا استقبال کر سکتے ہیں۔ تو ہم انگریزوں سے بھی انگلستان کے زیادہ خیر خواہ نہیں کہ ان کا استقبال نہیں کر سکتے۔ اصل میں یہ اعتراض کم حوصلگی کی وجہ سے اور حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ورنہ اگر ان مواقع کے سوا جب ایسے اعزاز بے غیرتی پر دلالت کرتے ہوں۔ اگر مخالف خیال رکھنے والے

لیڈروں کا اعزاز

کیا جائے۔ تو یقیناً ایک اچھی مثال قائم ہوگی۔ اور دلوں میں سے منافرت دور ہو کر لوگ ایک دوسرے کی بات پر غور کرنے لگیں گے۔ اور سچ کو ماننے کے زیادہ قریب ہو جائیں گے۔ اور صداقت کے پھیلانے میں آسانی ہوگی)

دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ

پنڈت نہرو صاحب کو فخرِ وطن کیوں لکھا

گیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر تو یہ لفظ ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے سچے اور صحیح راہ نما ہیں۔ تو میں بھی اس دوست کے ساتھ اعتراض میں شریک ہوں۔ کہ یہ استعمال غلط ہے۔ لیکن اگر استعمال ان معنوں میں ہے۔ کہ وہ اپنے رنگ میں ملک کی بہتری کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ نہرو صاحب یا گاندھی جی یا اور وہ لوگ جو ہندوستان کی یا

دنیا کی بہتری کے لئے کوشش

کرتے ہیں۔ ان کے احترام کے لئے ہم تیار ہیں۔ اسے عار نہیں۔ بلکہ فخر سمجھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ ہمیشہ

غیر قوموں کے لیڈروں کا احترام

کرتے تھے۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بخاری کی روایات میں ہے۔ کہ ایک کافر سردار آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جاؤ اس کا استقبال کرو

اور قربانی کے بدلے اس کے رستہ میں کھڑے کر دو۔ تا اس پر نیک اثر ہو۔ کیونکہ وہ قربانی کو پسند کرتا ہے۔ وہ سردار آپ کا حاکم نہ تھا۔ جیسا کہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انگریز ہمارے حاکم ہیں۔ بلکہ مدمقابل تھا۔ مگر باوجود اس کے آپ نے صحابہ کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا۔ پس اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہر شخص جو کسی شعبہ زندگی میں اچھا کام کرتا ہے۔ یقیناً وہ ہمارا کام کرتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا۔ حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ پس جو کوئی حکمت کا کام کر رہا ہے۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت اتنے حصہ میں ہم اس کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اگر ایک شاعر کی باوجود اس کے کہ شعر اخلاقاً خراب ہوتے ہیں۔ ہم تعریف کر سکتے ہیں۔ تو کیوں

ایک سیاسی خادم کی تعریف

نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر کوئی شخص اس تعریف پر غیر معمولی زور دے۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ مثلاً توحید کی تعلیم میں جن کے ساتھ ہمارا اتحاد ہو سکتا ہے۔ ہم ان سے اتحاد کرینگے۔ مگر جہاں وہ رسالت کا انکار کرینگے۔ ہم ان کی مخالفت کریں گے۔ قرآن کریم نے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ خدا کے بارہ میں ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے۔ آؤ مل کر کام کریں۔ پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ اگر پنڈت نہرو صاحب سے کسی معاملہ میں ہمارا اتفاق ہو۔ تو ان سے مل کر کام نہ کر سکیں۔ میں سالہا سال سے یہ بات پیش کر رہا ہوں۔ کہ

کانگرس کی ناکامی کا بڑا موجب

یہ امر ہے۔ کہ وہ اسی کو اپنے ساتھ شامل کرتی ہے۔ جو سولہ آنہ اس سے متفق ہو ورنہ علیحدہ کر دیتی ہے۔ میں نے کئی بار بتایا ہے۔ کہ مذہب میں تو یہ بات درست ہے۔ مگر سیاست میں نہیں۔ سیاست میں جہاں تک کسی سے جوڑ ہو۔ مل کر کام کرنا چاہیئے۔ پس اختلاف کے یہ معنے نہیں۔ کہ

مشترکہ امور

میں بھی مل کر کام نہ کر سکیں۔ سوائے اس کے کہ نقصان کا خطرہ اور ڈر ہو۔ مگر پنڈت نہرو صاحب سے ملنے میں ہمیں کسی نقصان کا ڈر نہیں۔ وہ گاندھی جی سے زیادہ اثر نہیں رکھتے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ کہ گاندھی جی یہاں آئیں۔ اور جو چاہیں کہیں۔ ہم سننے کے لئے تیار ہیں یہاں ایک دفعہ

آریوں کا جلسہ

ہوا۔ جس میں انہوں نے ہمارے خلاف بہت شور مچایا۔ جلسہ کے بعد ان کے لیکچرار مجھ سے ملنے آئے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ سُنا ہے۔ آپ کو جگہ کے متعلق تکلیف ہوئی۔ آپ میرے پاس آتے۔ میں مسجد میں انتظام کرا دیتا۔ وہ کہنے لگے۔ کیا آپ اپنی مسجد میں اس کی اجازت دیدیتے۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ اگر ہمارے آقا و مولا نے عیسائیوں کو مسجد میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت دی۔ تو میں آپ کو مسجد میں لیکچر کی اجازت کیوں نہیں دے سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں آج لیکچر دے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اجازت دی اور اسی مسجد میں ان کا لیکچر ہوا۔ جس میں میں بھی شامل ہوا۔ اس کے بعد آریہ صاحبان کی موجودگی میں حافظ روشن علی صاحب مرحوم نے ان کے اعتراضات کا جواب دیا اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ ان کا جلسہ ہی بند ہو گیا۔ اور شاید بارہ تیرہ سال کے بعد اب ان کا جلسہ ہوا ہے۔ تو مومن کے لئے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اگر دلائل کمزور ہوں۔ تو ڈرنے کی کوئی بات بھی ہے۔ لیکن جب مومن کو یہ یقین ہوتا ہے۔ کہ ہم دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لائینگے تو وہ ہمارا شکار ہے۔ اس سے ڈرنا جہالت ہے۔ اور اگر بہ فرض محال ہمارے مخالف کے پاس سچ ہے۔ تو اس کے قبول کرنے پر ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

ہمیں

احرار سے شکوہ

یہ نہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں نہیں مانتے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اختلاف کو لڑائی کی وجہ کیوں بنا لیا ہے۔ اسی طرح بعض انگریز حکام سے ہمیں یہ شکایت نہیں۔ کہ وہ کیوں سمجھتے ہیں۔ کہ یہ جماعت انگریزوں کے خلاف ہے۔ وہ اپنے دل میں اگر ایسا سمجھتے ہیں تو سمجھیں۔ شکایت یہ ہے۔ کہ وہ

بغیر تحقیقات اور تفتیش کے

ہمیں کچلنا کیوں چاہتے ہیں۔ پنجاب کے ایک کمشنر مسٹر اوبرائن تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ سارے انگریز جو جماعت احمدیہ کو دوست سمجھتے ہیں۔ بیوقوف ہیں۔ یہ ایسی منظم جماعت ہے۔ کہ کسی روز اپنی بادشاہت قائم کر لے گی۔ مگر ہمیں ان سے شکوہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ اس کی بناء پر ہمیں کوئی تکلیف نہیں دیتے تھے۔ یہ ان کا خیال تھا۔ کہ یہ جماعت ایسے طریق پر چل رہی ہے۔ کہ انگریزی حکومت کے لئے خطرہ کا موجب ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیں ان سے شکایت نہیں تھی۔ ہم سمجھتے تھے۔ کہ گو وہ اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھتے تھے۔ لیکن درحقیقت کم عقل تھے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان کی کوٹھی پر جا کر بیٹھ جاتے۔ اور مطالبہ کرتے۔ کہ نکالو ان کو یہاں سے۔ پس اگر پنڈت صاحب کو

فخرِ وطن

ان معنوں میں کہا جائے۔ کہ ان کے بغیر وطن کی نجات نہیں ہو سکتی۔ تو یہ جماعت کی تعلیم کے خلاف ہے۔ لیکن اگر اس کا مطلب یہ ہو۔ کہ وہ

لائق اور خادمِ وطن

ہیں۔ تو اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ وہ ایسے ہیں۔ یہ تو ایک لین دین کا معاملہ ہے کہ باوجود اختلافات کے ایک دوسرے کے بزرگوں کا ادب کیا جاتا ہے۔ پوپ

روحانی باپ

کو کہتے ہیں۔ اب ہم لوگ بھی یہ لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ ہم اسے روحانی باپ سمجھتے ہیں یا مذہبی طور پر ہم اسے اپنا پیشوا خیال کرتے ہیں۔ جو شخص ان معنوں میں اس لفظ کا استعمال کریگا۔ وہ عبارت اور لہجہ سے ہی پہچانا جائے گا۔ منافق جب کبھی ایسا لفظ استعمال کرے گا۔ تو اس کا لہجہ اور ہوگا۔ لیکن جب مومن کریگا۔ تو اس کا لہجہ اور ہوگا۔ پس ان معنوں میں اگر کسی نے پنڈت نہرو صاحب کو فخرِ وطن لکھ دیا۔ تو اس میں کیا حرج ہے۔ جبکہ ہم دوسروں سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی ہمارے

بزرگوں کا ادب

کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ دوسروں کے لیڈروں کا ہم احترام نہ کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم خیالات میں بھی ان سے متفق ہو گئے ہیں۔ اگر میری نسبت کوئی غیر احمدی حضرت صاحب کا لفظ استعمال کرے۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ اس نے اپنے ہم عقیدہ لوگوں سے غداری کی۔ اگر آپ لوگ یہ امید کرتے ہیں۔ کہ دوسرے آپ کے

امام کی عزت

کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آپ دوسروں کے لیڈروں کی عزت نہ کریں۔ اسی لئے قرآن کریم نے یہ تعلیم دی ہے۔ کہ تم کسی کے بُت کو بھی

گالی نہ دو

کیونکہ وہ خدا کو گالی دینگے۔

تیسرا سوال

یہ ہے۔ کہ جب باوجودیکہ فنانشل کمشنر سرولسن نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زور دیا۔ کہ مسلم لیگ گورنمنٹ کی مرضی کے مطابق کام کرنے والی ہے۔ آپ نے اس کے خلاف اظہار رائے کیا اور فرمایا کہ نہیں۔ یہ بھی اسی روش پر چل جائے گی جس پر کانگریس جا چکی ہے۔ تو نیشنل لیگ کے قیام کی اجازت کیوں دی گئی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ

حالات کے بدلنے کے ساتھ

ساتھ احکام کے معانی بدلتے جاتے ہیں۔ میں اس وقت جس طرح بعض لوگ یونہی کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ اب حالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ اس لئے حکم بھی بدل گیا ہے اس طرح نہیں کہہ رہا۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ جب فی الواقعہ حالات بدل جائیں تو یقیناً احکام بھی بدل جاتے ہیں۔

جس وقت مسلم لیگ قائم ہوئی۔ اس وقت حکومت ہند نے ہندوستان کا نصب العین جمہوری حکومت قرار نہیں دیا تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطلب یہ تھا۔ کہ چونکہ حکومت نے اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اور آزادی کو نصب العین نہیں قرار دیا۔ اس لئے لازماً اختلاف فساد کا موجب ہوگا۔ لیکن جب حکومت نے خود

جمہوری حکومت

کا حاصل کرنا ہندوستان کا نصب العین قرار دے لیا ہے۔ اور رائے عامہ کو تسلیم کرنا قانونِ حکومت کا جزو قرار دے لیا ہے۔ تو اب ایسے مطالبات کرنا انگریزی حکومت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کی تائید میں ہے۔

غرض پہلے جو انگریز مسلم لیگ کی تائید کرتے تھے۔ وہ ان کی ایک

سیاسی چال

تھی۔ مگر اب خود حکومت نے قانون بنا دیا ہے۔ کہ ہندوستان کا نصب العین جمہوری حکومت ہے۔ پس نیشنل لیگ یہ مطالبہ نہیں کرے گی۔ کہ اس سے باہر ہندوستان کو کوئی چیز دی جائے۔ بلکہ وہ حکومت ہی کے قانون کی تشریح کا مطالبہ کرے گی۔ اور وہ قانون خود انگلستان والوں نے بنایا ہے۔ اس کی

ایک موٹی مثال

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک عیسائی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گندے اور ناپاک حملے کئے۔ اور ایک کتاب لکھی۔ مسلمانوں کی طرف سے حکومت کے پاس میموریل بھیجے گئے۔ کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔ اور اس شخص کو سزا دی جائے۔ مگر آپ نے اس کی مخالفت کی لیکن آج ساری جماعت ان گندی کتابوں کے خلاف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق شائع کی جاتی ہیں۔ حکومت سے ضبطی کا مطالبہ کرتی ہے۔ حتیٰ کہ احراری بھی اعتراض کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے کہا تھا۔ کہ امہات المومنین کو ضبط نہ کرانا چاہیئے۔ بلکہ اس کا جواب لکھنا چاہیئے۔ اور اب تم ضبطی کا مطالبہ کر کے گویا خود اپنے امام کے خلاف چلتے ہو۔ لیکن اس کا جواب یہی ہے۔ کہ جب آپ نے ضبطی کا مطالبہ کرنے سے روکا تھا۔ اس وقت کا رائج قانون اس تصنیف کو ضبط کرنے۔ اور مصنف کو سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ یہ قانون بعد میں بنا ہے

لارڈ ایلجن

کے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ کہ جو شخص کسی کے بزرگ کی ہتک کرے۔ حکومت کو چاہیئے۔ کہ اسے سزا دینے کے لئے قانون بنائے۔ پس اگر امہات المومنین کے متعلق آپ نے ایسے مطالبہ سے روکا تو اس لئے کہ اس وقت ایسا کوئی قانون موجود نہ تھا۔ پس چونکہ حکومت بے بس تھی۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی رستہ کھلا نہ تھا۔ وہ قانون کے رُو سے اس شخص کو پکڑ نہ سکتی تھی۔ ادھر یہ دیکھ کر کہ حکومت کچھ نہیں کرتی۔ مسلمانوں میں جوش بڑھتا اور اس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہ ہوتا۔ کہ

ملک میں بغاوت

پیدا ہوتی۔ اور فسادات بڑھ جاتے۔ ملک کا امن برباد ہو جاتا۔ مگر اب حکومت نے ایسا قانون بنا دیا ہے۔ اس لئے ہم اس سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ یہ قانون جس غرض کے لئے بنایا گیا تھا۔ اسے پورا بھی کیا جائے۔ اگر اس قانون کے ذریعہ سے کہ ہندوؤں سکھوں۔ اور عیسائیوں کے مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں کی عزت کی حفاظت کی جاتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کے بزرگوں کے متعلق یہ قانون معطل رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کے تحفظ کے لئے اس کو استعمال نہ کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ یا تو حکومت ہمیں اپنا دشمن سمجھتی ہے۔ اور ہمیں قانون کے فائدہ سے بھی محروم رکھنا چاہتی ہے۔ یا پھر یہ کہ وہ اکثریت سے ڈرتی ہے۔ اس صورت میں وہ خود غلطی پر ہے۔ ہم مطالبہ کرنے سے قانون شکن نہیں بنتے۔ بلکہ وہ خود قانون شکن قرار پاتی ہے۔ اس مطالبہ میں ہم ملک معظم کے نمائندہ ہیں۔ اور

حکومت قانون کو توڑنے والی ہے

کیونکہ متواتر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملے کئے جاتے ہیں۔ اور حکومت کا ہاتھ معطل رہتا ہے۔ اور بیسیوں بار مطالبات کے بعد معمولی سی حرکت کرتا ہے۔

پس یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حالات کے بدلنے کی وجہ سے نیشنل لیگ کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ یہ بھی ماننا پڑے گا۔ کہ ایسی گندی کتابوں کی ضبطی کے متعلق حکومت سے مطالبہ کرنا بھی آپ کے منشاء کے خلاف ہے۔

غرض واقعات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ میموریل بھیجنے سے روکنے کی وجہ یہی تھی۔ کہ اس وقت کوئی ایسا قانون نہ تھا۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود وائسرائے کو ایسا قانون بنانے کے لئے لکھا۔ اب چونکہ ایسا قانون بن چکا ہے۔ اس لئے ایسا مطالبہ کرنا ناجائز نہیں۔ اسی طرح جس وقت آپ نے

مسلم لیگ میں شمولیت

سے روکا۔ اس وقت۔ آزادی زیرسایہ برطانیہ ہندوستان کا نصب العین قرار نہ دیا گیا تھا۔ بعد میں حکومت نے خود اس کا اعلان کر دیا۔ اب سیاسیات میں حصہ لینے والی انجمن کی طرف سے اس کا مطالبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کہلا سکتا۔

چوتھا اعتراض

یہ ہے۔ کہ آپ کی تحریروں سے ہمیشہ آزادی کی خواہش ظاہر ہوتی ہے اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ کم سے کم ایک شخص نے تو محسوس کیا ہے۔ کہ میں آزادی کا حامی ہوں مگر یہ غلط ہے۔ کہ مجھے اس خیال کا حامی رہنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم روکتی رہی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم نے ہی مجھے یہ سکھایا ہے۔ جس چیز سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم روکتی ہے۔ اس سے آج بھی ہم رُکتے ہیں۔ اور وہ بغاوت فساد اور قانون شکنی ہے۔ جو دکھ ہمیں حکومت کے بعض افسروں کی طرف سے دیئے گئے ہیں وہ اگر ہزار گنا بھی بڑھ جائیں۔ تو بھی ان چیزوں کو ہم کبھی جائز نہیں سمجھیں گے۔ یہ اصولی تعلیم ہے۔ باقی رہا

ہندوستان کی آزادی

کا سوال۔ میں ایک منٹ کے لئے بھی یہ ماننے کو تیار نہیں ہوں۔ کہ ہندوستان کی آزادی کا خیال گاندھی جی اور پنڈت نہرو صاحب کو اس سے نصف بھی ہے۔ جتنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو تھا۔ انبیاء ہمیشہ دُنیا سے غلامی کو دور کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان کا یہ مقصد نہیں ہوتا۔ کہ دُنیا کو کسی کا غلام بنا کر رکھیں۔ بلکہ ان کا مقصد وحید یہی ہوتا ہے۔ کہ دُنیا کو آزاد کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی چونکہ مامور تھے۔ اس لئے آپ کا بھی یہ مقصد تھا۔ اس لئے جب بھی غلامی کی صورت پیدا ہو۔ جماعت احمدیہ کا فرض ہوگا۔ کہ اس کا مقابلہ کرے۔ باقی تفاصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا۔ کیونکہ میرا لیکچر سیاسی نہیں۔

میں نے کئی دفعہ سُنا یا ہے۔ کہ

ٹیپو سلطان

سے انگریزوں کو اس قدر بغض اسی وجہ سے ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں اسلامی حکومت کے لئے ان کے وجود کو خطرہ سمجھتا تھا۔ اور شاید قریبی زمانہ میں تو نہیں۔ مگر خلافت کے ابتدائی زمانہ میں میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اس بادشاہ کا ادب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ہی سیکھا ہے۔ میں نے بچپن میں ایک دفعہ جب ایک کتے کو ٹیپو ٹیپو کہکر پکارا تو آپ نے مجھے سختی سے روکا۔ اور فرمایا کہ وہ ایک

باغیرت مسلمان بادشاہ

تھا۔ تم ایک کتے کو اس کے نام سے کیوں پکارتے ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کی غلطی تھی کہ وہ کانگریس میں شامل نہ ہوئے۔ اس کے متعلق بھی ایک دوست نے اعتراض کیا ہے۔ کہ پھر احمدی کیوں کانگریس میں شامل نہیں ہوتے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بتائی ہوئی شرطیں پوری نہیں ہوئیں۔ اور نیشنل لیگ کا استقبال کانگریس میں شامل ہونے کے مترادف نہیں ہے ہاں قانون شکنی اور عدم تعاون وغیرہ تحریکات کو آپ ہمیشہ ناپسند فرماتے رہے ہیں۔ اور ہم بھی ناپسند کرتے رہیں گے۔ اس کے متعلق اسلام نے تفصیلی احکام دیئے ہیں اور ہم پر مظالم خواہ کتنے بھی بڑھ جائیں۔ ہم ایسی تحریکوں سے بچیں گے۔ ہاں جو تعاون پہلے تھا۔ ضروری نہیں۔ کہ اسے قائم رکھیں عدم تعاون تو کسی صورت میں نہ کریں گے لیکن جہاں قانون مجبور نہیں کرتا۔ وہاں تعاون بھی نہیں کریں گے۔ اور اپنے حقوق کا مطالبہ کریں گے۔ اور یہ بات قانون کے خلاف نہیں۔

پانچواں اعتراض

یہ ہے۔ کہ اس کا موجب بعض حکام کا ناواجب رویہ ہے۔ مجھے اس جرم کے اقرار میں کوئی تامل نہیں۔ میں بارہا کہہ چکا ہوں۔ کہ ہمارے اس رویہ کا موجب بعض افسروں کا ناواجب رویہ ہے۔ اور یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اعتراض جب ہوتا۔ اگر ہم اپنے اصل کو چھوڑ دیتے۔ محض ناراضگی کا اظہار بری بات نہیں۔ بلکہ اس کے جواب میں ناواجب رویہ اختیار کرنا بری بات ہے۔ اگر ہم نے اس صبر آزما حالت کے باوجود جماعت کو قابو میں رکھا ہے۔ تو ہمارا یہ غصہ قابلِ اعتراض نہیں ہوسکتا صبر کی آزمائش غصہ کے وقت ہی ہوتی ہے۔ بچہ کو جب ماں دودھ دیتی ہے۔ تو اس وقت اس کے صبر کی آزمائش نہیں ہوتی۔ بلکہ اس وقت ہوتی ہے۔ جب وہ غصہ سے دیوانی ہو کر اسے گھر سے نکالتی ہے۔ یہ

ہمارے صبر کی آزمائش

کا موقعہ تھا۔ ہمیں سخت غصہ دلایا گیا۔ مگر ہم نے کوئی ناواجب رویہ اختیار نہیں کیا۔ اس فیصلہ سے زیادہ غصہ دلانے والی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ جو مسٹر کھوسلہ نے کیا۔ اس سے زیادہ ناواجب رویہ کیا ہوسکتا تھا۔ کہ راہ چلتے اور اپنی جائیداد کی حفاظت کرتے ہوئے احمدیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کی مجلسوں پر ایکٹ ۱۴۴ کا استعمال کیا گیا۔ کیا یہ معمولی باتیں تھیں۔ اور کیا دنیا میں کسی دوسری جگہ ایسا کر کے حکومت کے افسر آرام سے رہ سکتے تھے۔ مگر ہم نے کچھ نہیں کیا۔ پس اظہار ناراضگی کوئی بُری بات نہیں۔ ناجائز ذرائع اختیار کرنا بُری بات ہے۔

آخری بات

اختلاف رکھنے کی اجازت

کے متعلق ہے۔ سو یہ اجازت میں ہمیشہ سے دیتا آیا ہوں۔ اگر سب باتیں سمجھانے کے باوجود کوئی شخص یہ سمجھتا ہو۔ کہ وہ متفق نہیں ہوسکتا۔ تو جبکہ وہ فساد اور بدامنی نہ پیدا کر رہا ہو۔ اور اختلاف کو اپنی ذات تک محدود رکھتا ہو۔ اسے اختلاف رکھنے کی اجازت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے ایک شخص نے جو اب ہمارے رشتہ دار اور عزیز ہیں۔ کہا تھا۔ کہ میں اس شرط پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ کہ مجھے حضرت علیؓ کو دیگر خلفاء سے افضل سمجھنے کی اجازت دی جائے۔ وہ چونکہ شیعہ تھے۔ اس لئے اس قسم کی اجازت طلب کی۔ اور آپ نے اجازت دے دی۔ پس اگر ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیگر خلفاء سے افضل قرار دیتے ہوئے بیعت کرسکتا ہے۔ تو یہ عقیدہ رکھنا کہ انگریزوں سے ہمارا اتنا تعلق ہونا چاہیئے۔ کہ اس کی وجہ سے پنڈت نہرو صاحب کا استقبال تک ہمارے لئے جائز نہ رہے کوئی ایسی بات نہیں۔ جو بیعت میں رہنے سے مانع ہو۔

اس کے بعد میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں۔ جس کے متعلق میں گزشتہ دو ہفتوں سے خطبے دے رہا ہوں۔ میں نے تین ایسے اسباب بیان کئے تھے۔ جن کی وجہ سے

عمل کی اصلاح

عقیدہ کی اصلاح سے زیادہ مشکل ہوجاتی ہے۔ آج میں ایک چوتھا سبب بیان کرونگا۔ جس کی وجہ سے اعمال کی اصلاح بہ نسبت عقائد کی اصلاح کے مشکل ہوجاتی ہے۔ خصوصًا ایسے وقت میں جبکہ مذہب کے ساتھ حکومت نہ ہو۔ اور وہ سبب یہ ہے۔ کہ

عقیدہ کا تعلق عادت سے نہیں ہوتا

بلکہ وہ جب بدل جاتا ہے۔ تو ہمیشہ کے لئے بدل جاتا ہے۔ مگر عمل کا تعلق عادت سے ہوتا ہے۔ کوئی شخص اگر دلائل سنکر یہ عقیدہ قائم کرلے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ تو وہ ان کی زندگی کے متعلق اپنے سابقہ عقیدہ کی طرف عادت کے طور پر بار بار نہیں لوٹیگا۔ بلکہ اس کا عقیدہ ہمیشہ کے لئے بدل جائے گا۔ مگر اعمال میں عادت کا دخل ہوتا ہے۔ بے شک خیالات میں بھی عادت کا ایک حد تک دخل ہوتا ہے۔ مگر بہت کمزور) عادت بے سوچے سمجھے کام کرنے کا نام ہے۔ مگر عقیدہ جانتے ہوئے ایک بات کو ماننے کا نام ہے۔ تم کسی شخص کے پاس جاؤ۔ اور یکدم ہاتھ اس کے پیٹ کی طرف لے جاؤ۔ وہ فورًا کود کر پیچھے ہٹ جائیگا۔ ہم جب بچے تھے۔ تو اس طرح کھیلا کرتے تھے۔ اب بھی بچے اسی طرح کھیلتے ہیں۔

پہلے چھوٹی انگلی اٹھاتے ہیں کہ اس سے ڈر دگے پھر دوسری پھر تیسری اور چوتھی۔ اور پھر انگوٹھا جھٹ آنکھ کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس پر دوسرا شخص یکدم آنکھ بند کر لیتا ہے۔ اور پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ یہ ڈر نہیں۔ بلکہ عادت ہے۔ چونکہ انسانی جسم نے عادت ڈال لی ہے کہ جب ایسا موقعہ ہوگا۔ میں پیچھے ہٹوں گا۔ یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔ کہ خطرہ حقیقی تھا۔ یا وہمی۔ اس لئے جسم فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے ماں جو بچہ پر جان فدا کرنے والی ہوتی ہے وہ بھی اگر بچہ کے پیٹ کی طرف انگلی لے جائے تو وہ جھٹ پیچھے ہٹے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جسم نے عادت ڈال لی ہے کہ

ہشیار رہنا چاہیئے

تو غیر ارادی افعال کا نام عادت ہے۔ لیکن عقیدہ غیر ارادی نہیں ہو سکتا۔ عمل چونکہ اکثر غیر ارادی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہر شخص کو کوئی نہ کوئی عجیب عادت پڑ جاتی ہے کسی کو ہاتھ ہلانے کی۔ کسی کو کندھا کسی کو سینہ کسی کو ناک کسی کو پاؤں ہلانے کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کو اور کوئی عادت ہوتی ہے۔ غرض جسم میں مختلف حرکات کا پیدا ہوتے رہنا عادت کے طور پر ہر ایک انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اور اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اعمال میں عادات کا بہت دخل ہے۔ مثلاً

شراب یا افیون کی عادت

ہے۔ ایک شخص یہ قربانی تو کر لیتا ہے کہ تین خداؤں کی جگہ ایک خدا کو مان لے اور یہ نہیں ہوگا۔ کہ دوسرے دن عادتاً اسے تین خداؤں کا خیال آئے۔ مگر افیون کھانے کے لئے اس کے اندر ضرور خواہش پیدا ہوگی حالانکہ خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں یہ کتنی معمولی چیز ہے۔ وہ ایک کے مقابلہ میں دو خداؤں کو چھوڑ دے گا۔ مگر افیون کی گولی کی قربانی نہیں کر سکے گا۔ ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے زمیندار ہیں۔ جنہوں نے بھائیوں کو چھوڑ دیا۔ ماں باپ کو چھوڑ دیا۔ بیویوں کو چھوڑ دیا۔ بیویوں نے خاوندوں کو چھوڑ دیا۔ قیمتی سے قیمتی چیزوں کو ترک کر دیا مگر

حقہ کی نال کو نہیں چھوڑ سکے

جب وقت آتا ہے تو کہہ دیتے ہیں۔ کہ کیا کریں۔ پیٹ پھولنے لگتا ہے۔ اسی طرح چائے کی عادت گو اس سے کم ہے۔ مگر جسے ہو۔ وہ وقت آنے پر پاگلوں کی طرح پھرتا ہے۔ پٹھان کتنے غیرت والے ہوتے ہیں اور کشمیریوں کو ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ مگر مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ ہم ایک پہاڑ پر جا رہے تھے۔ میرے ساتھ ایک پٹھان دوست تھے جنہیں نسوار کھانے کی عادت تھی۔ مگر وہ اپنی ڈبیا گھر بھول آئے تھے۔ راستہ میں ایک مزدور کشمیری آ رہا تھا۔ پٹھان دوست نے اس کشمیری سے جس کی طرف دوسرے وقت میں وہ منہ کرنا بھی پسند نہ کرتے۔ اور جو کندھے پر لکڑیاں اٹھائے ہوئے آ رہا تھا نہایت لجاجت سے کہا کہ اے بھائی کشمیری اے بھائی کشمیری جی۔ اے بھائی جی۔ آپ کے پاس نسوار ہے۔ مجھے یہ سن کر بے اختیار ہنسی آ گئی۔ کہ جو شخص تکبر سے گردن اونچی رکھتا تھا۔ اب نسوار کی وجہ سے کس قدر لجاجت پر اتر آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کچھ دوست یہاں آیا کرتے تھے۔ جن کو

حقہ پینے کی عادت

تھی۔ یہاں اور تو کسی جگہ حقہ ہوتا نہیں تھا۔ ہمارے ایک تایا تھے۔ جو سخت دہریہ تھے اور دین سے بالکل تعلق نہیں رکھتے تھے۔ ان کے پاس وہ حقہ کے لئے چلے جاتے۔ اور مجبوراً ان کی باتیں سنتے۔ ہمارے وہ تایا ایسے شخص تھے۔ کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے کبھی نماز بھی پڑھی ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں بچپن سے ہی سلیم الطبع ہوں۔ میں بچپن میں بھی جب کسی کو سر نیچے کرتے دیکھتا تو ہنسا کرتا تھا۔ مراد نماز سے تھی۔ وہ بھنگ بھی پیا کرتے تھے تو ہمارے بعض دوست حقہ کے لئے ان کی مجلس میں چلے جاتے تھے۔ اور ایسی ایسی باتیں جو وہ سلسلہ اور اسلام کے خلاف کرتے مجبوراً سنتے تھے۔ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ایک احمدی وہاں گیا۔ اور پھر اپنے آپ کو گالیاں دیتا ہوا واپس آیا۔ کسی دوست نے پوچھا کیا بات ہے تو کہنے لگا اس لئے اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہوں۔ کہ حقہ کی خاطر نفس نے مجھے ایسی باتیں سننے پر مجبور کیا تو عادتوں کو چھوڑنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو

جھوٹ بولنے کی عادت

ہوتی ہے۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ۔ کتنی نگرانی کرو مگر پھر بھی وہ ضرور جھوٹ بولیں گے۔ ان کی اصلاح مشکل ہوتی ہے یہ نہیں کہ ہوتی نہیں۔ کیونکہ اگر ہو نہ سکتی۔ تو میں یہ خطبات ہی کیوں بیان کرتا۔ مگر یہ کام ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جب بات کرنے لگتے ہیں۔ تو عادت کی وجہ سے ان کے دماغ میں ایک ایسی چمک پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں یا بغیر جھوٹ کے بات کا مزا نہ ہم کو آئیگا اور نہ سننے والے کو پھر بعض لوگوں کو چسکے کی عادت ہوتی ہے اور اس عادت کی وجہ سے بعض لوگ بڑی بڑی بے غیرتیاں کرتے ہیں قادیان میں ایسے دس بارہ لڑکے ہیں۔ جو دو دو چار چار پیسوں کے لئے احمدیوں کی جھوٹی سچی خبریں احراریوں کو جا کر دیتے ہیں انہیں مٹھائی کھانے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ گھر سے پیسے مل نہیں سکتے۔ اس لئے وہ خواہ مخواہ جھوٹی باتیں جا کر دشمنوں سے کہتے ہیں۔ تو عادت ایسی چیز ہے کہ اس کی اصلاح کے لئے بڑی جد و جہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن عقیدہ میں عادت کا دخل نہیں ہوتا۔ پس عقیدہ کے مقابل پر عمل کی اصلاح کو جو اسباب مشکل بنا دیتے ہیں ان میں سے ایک عادت بھی ہے۔ اور اس کا مقابلہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

چونکہ خطبہ کے پہلے حصہ نے زیادہ وقت لے لیا ہے۔ اس لئے اس مضمون کا باقی حصہ میں اگلے جمعہ کے خطبہ میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ اس وقت میں پھر یہ بات دہرانی چاہتا ہوں کہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں۔ ہم نے عقیدہ کے میدان میں

عظیم الشان فتح

حاصل کی ہے۔ مگر عمل کے میدان میں بری طرح پٹ رہے ہیں۔ اور ضرورت ہے کہ عمل کی اصلاح میں بھی کامیابی حاصل کریں اور جب یہ دونو دیواریں مضبوط ہو جائینگی تو دشمن کسی راستہ سے بھی ہم پر حملہ نہ کر سکے گا۔ جب اس کے لئے ہمارے گھر میں داخل ہونے کا کوئی رستہ نہ رہے گا۔ تو اسے سوائے ہتھیار ڈال دینے اور ندامت سے سر جھکا لینے کے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ اس معاملہ کے متعلق آپ میں سے ہر ایک کو

خود بھی سوچنا چاہیئے

کہ جماعت کے عملی پہلو کی کس طرح اصلاح ہو سکتی ہے۔ تا جب میں مضمون کے آخری حصہ پر پہنچوں۔ تو آپ لوگ خود بھی اس کے لئے تیار ہو چکے ہوئے ہوں۔ اور جو بات میں پیش کروں۔ وہ باہر سے آئی ہوئی معلوم نہ ہو۔ بلکہ آپ کا نفس محسوس کرے۔ کہ یہ اس کے اندر سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ اور اسے فوراً قبول کر لے

ایک ماہر کلرک کی ضرورت

یہ تجویز زیر غور ہے کہ کلرکی کی ملازمتوں کے خواہشمند نوجوانوں کو ٹائپ اور دوسرے مضامین سکھلانے کے لئے قادیان میں ایک کلاس کھولی جائے۔ اس کے استاد کے طور پر ہمیں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ٹائپ رائیٹر کو [illegible] سے استعمال کرنے میں نہ صرف خود اعلیٰ مہارت رکھتا ہو۔ بلکہ وہ دوسروں کو سکھا کر انہیں بھی ماہر بنا سکتا ہو۔ نیز کلرکی کے دوسرے اوصاف سے بھی متصف ہو جو دوست ایسی لیاقت رکھتے ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں مع سندات و تصدیق مقامی عہدہ داران جس قدر جلد ممکن ہو۔ نظارت ہذا میں بھجوائیں۔ نیز یہ لکھیں کہ وہ کس قدر تنخواہ پر آنے کے لئے رضامند ہونگے۔ ناظر امور عامہ۔ قادیان

سات کروڑ مسلمانانِ ہند کے نمائندوں کی برسرِ مجلس درگت

احرار کے جلسہ میں دو مرتبہ دھینگا مشتی پولیس کو آکر امن قائم کرنا پڑا

لاہور ۹؍ جون مجلس احرار کے زیر اہتمام ایک جلسہ زیر صدارت چودہری افضل حق منعقد ہوا۔ صدر نے اپنی ابتدائی تقریر میں کہا۔ اگر کسی صاحب کو کسی کی تقریر پر اعتراض ہو۔ تو میں کھلے دل سے اسے سٹیج پر آنے کی اجازت دوں گا۔ معترضین حضرات سے گزارش ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں تو اجازت حاصل کرنے کے بعد سٹیج پر تقریر کر سکتے ہیں۔ ان کو کافی وقت دیا جائے گا اس کے بعد مسٹر مظہر علی اظہر نے ان واقعات اور حالات پر روشنی ڈالی۔ جو انہدام مسجد شہید گنج کے سلسلے میں رونما ہوئے۔ آپ نے اپنی تقریر کا بیشتر حصہ بعض ایسے واقعات اور حالات کی تفصیل میں صرف کیا۔ جو مجلس احرار یا اس سے اختلاف رکھنے والی جماعت کے درمیان یا عام مسلمانوں کے درمیان مجلس احرار کے متعلق پیدا ہو چکے تھے۔ بس پر متعدد بار جلسہ گاہ سے اس امر کے متعلق اعتراض کئے گئے۔ کہ سابقہ واقعات کو نظر انداز کیا جائے۔ اور آئندہ کے لئے مجلس احرار کی پوزیشن واضح کی جائے۔ کہ مجلس شہید گنج کے متعلق وہ کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہتی ہے۔ یا آئندہ مسجد کے متعلق اسکی کیا پوزیشن ہوگی۔ اس پر جلسہ گاہ میں سخت گڑ بڑ مچ گئی۔ اور بیس منٹ تک ایسی ہڑبونگ مچی۔ کہ تمام جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ دھینگا مشتی ہوئی اور کئی ایک کو خفیف سی ضربات بھی آئیں۔ مسٹر مظہر علی بھی اس دھینگا مشتی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ پولیس کی ایک جمعیت بھی پولیس سب انسپکٹران کی معیت میں جلسہ گاہ میں پہونچ گئی۔ جب امن قائم ہو گیا۔ تو اس کے بعد تقاریر میں مسٹر مظہر علی نے پھر اپنی تقریر شروع کی اور کہا کہ ہم نے ہمیشہ اس چیز کے کہنے یا ظاہر کرنے سے گریز نہیں کیا۔ جسے ہم ایمانداری کے ساتھ خدا کے نزدیک اچھا سمجھتے رہے ہیں۔ لوگ آج بھی ہم سے ناراض ہیں۔ اور پچھلے سال ناراضگیوں کے طوفان بہت زوروں پر تھے۔ ہم قوم کو تباہی کی طرف لے جانا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ ہم نے قوم کے مطالبہ کو جو اسے فنا کرنے کے لئے تھا۔ خدا کی خوشنودی کے سامنے ماننا مناسب نہ سمجھا۔ ہم نے وہ کام کیا جس سے خدا راضی ہو۔ جب ہم دیکھتے تھے۔ کہ قوم غلط طور پر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے۔ تو ہمارا فرض ہو گیا۔ کہ خدا کی رضامندی کے پیش نظر قوم کی ناراضگی کو برداشت کریں۔ جب سے تحریک شہید گنج کا آغاز ہوا ہے۔ ہم نے تعاون اور اتحاد عمل کی کوشش کی۔ لیکن ان لوگوں نے جو اس چیز کے خواہاں نہیں تھے۔ ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ معاملہ روز بروز سلجھنے کی بجائے الجھتا گیا۔

حاضرین جلسے نے پھر مطالبہ کیا۔ کہ سابقہ واقعات کو دوہرانے میں تضیع اوقات سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مجلس احرار کے اس طرز عمل کو واضح کیا جائے۔ جو آئندہ مسجد کی واگذاری کے سلسلہ میں اس نے اختیار کیا ہے۔ مسٹر یعقوب حسن نے سٹیج پر آکر مسٹر مظہر علی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جب ہم اس معاملہ میں خاموش ہیں۔ اور مفاہمت کو ٹھکرانا نہیں چاہتے۔ اس لئے ہم تمہیں اس سے زیادہ تقریر کی اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ یہ بتائیں۔ کہ اب آپ کی کیا پوزیشن ہے۔

اس پر چند احراریوں نے مسٹر یعقوب حسن کو سٹیج پر سے جبراً اتارنے کی کوشش کی۔ اور انہیں دھکے دیئے۔ مجلس اتحاد ملت کے بھی کئی ایک نوجوان جو اس موقعہ پر مسٹر یعقوب حسن کی امداد کے لئے وہاں پہونچ گئے تھے۔ احراریوں سے متصادم ہو گئے۔ اور تھوڑی دیر دونوں میں سخت دھینگا مشتی اور دھکم پیل ہوئی۔ کرسیاں اٹھا کر ایک دوسرے پر پھینکی گئیں۔ مسٹر مظہر علی اظہر کو بھی چند دھکے لگے۔ اور احراری رضاکار انہیں پیچھے کی طرف لے گئے۔

مجلس اتحاد اور مولوی ظفر علی کے خلاف تقریر کرنے میں اپنے آپ کو عاجز پاکر مسٹر مظہر علی نے اپنا پہلو بدلا۔ اور سر فضل حسین کو اپنے حملوں کا تختہ مشق بنانے کی کوشش کی۔ اس سے پہلے اخبار انقلاب پر بھی نظر عنایت کر چکے تھے۔ اور اس طرح حاضرین جلسہ کے اس مطالبہ کو نظر انداز کر گئے کہ احرار اپنے طرز عمل کی وضاحت کریں۔

مجلس احرار اسلام کا دوسرا اجلاس ساڑھے پانچ بجے منعقد ہوا۔ جس میں شیخ حسام الدین الوہاری؟ نے اپنی طویل تقریر کے دوران میں مجلس احرار کی پوزیشن جو کہ مسجد شہید گنج کے متعلق گذشتہ دوران میں رہی ہے بیان کی اور مجلس احرار کی مجبوریوں اور مصلحت آمیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہدام مسجد شہید گنج کی تمام تر ذمہ واری مجلس تحفظ مسجد شہید گنج اتحاد ملت اور مولانا ظفر علی خاں پر ڈالی اس اجلاس میں پروفیسر عنایت اللہ

705

صاحب نے تقریر کرنے کی اجازت مانگی تو صدر نے یہ الفاظ کہتے ہوئے نامنظور کر دی۔ کہ اجازت بعد از وقت مانگی گئی ہے۔

چودھری مولا بخش نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ مسجد شہید گنج مراثی کے اس ہاتھی کی طرح ہے۔ جس کے کانوں کے ساتھ دو ڈھول باندھ دیئے گئے تھے کہ مانگتا پھرے۔ اس لئے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ یہ ڈھول بعد میں کونسل کے جانے والوں کے لئے ایک بم کی صورت اختیار کر لیں۔ اس لئے مناسب ہے۔ کہ ایسی صورت اختیار کی جائے۔ جو اس مفاہمت کے لئے مضر ثابت نہ ہو۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ مجلس احرار کو اس جلسہ کے انعقاد کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ جبکہ سمجھوتہ ہو چکا تھا۔ دوم یہ کہ جو کانفرنس ہونے والی ہے۔ وہ جو پروگرام پیش کرے گی۔ آپ اسے منظور کریں گے۔ اور اس پر عمل پیرا ہوں گے۔ میری آخری التماس یہ ہے۔ کہ گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط کے پیش نظر ایک ہو جاؤ۔

اس کا جواب دینے کے لئے مسٹر مظہر علی کھڑے ہوئے۔ جو سخت جوش میں بھرے ہوئے تھے کہا پہلی بات یہ کہی گئی ہے۔ کہ مسجد شہید گنج ہاتھی نہ بن جائے اور اس کے ڈھول کہیں کونسل میں جانے والوں کے لئے بم ثابت نہ ہوں۔ میں چودھری مولا بخش سے پوچھتا ہوں۔ کہ تمہارے یہ بم اس وقت کہاں گئے تھے۔ جب ڈاکٹر محمد عالم نے شاہی مسجد میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ ہم کو کونسلوں میں بھیجو۔ یہ بم اس وقت کیوں نہ پھٹے جب اتحاد ملت کی مجلس عاملہ نے یہ تجویز پاس کی۔ کہ راولپنڈی کانفرنس میں کونسلوں میں جانے کا سوال پیش کیا جائے۔

ہم مسلمانوں سے کہیں گے۔ کہ مسٹر فضل حسین کو ووٹ نہ دیئے جائیں۔ ہمیں ہر ممکن طریق سے اس کی مخالفت کرنی ہے۔ ہم کو شکست دینے کے لئے مسجد شہید گنج کا واقعہ پیدا کیا گیا۔ اور اللہ کے فضل سے یہ دھوکے کا پردہ چاک ہو کر رہے گا ہم کونسلوں میں ضرور جائیں گے۔ اور وہاں ہمارا پہلا کام یہ ہو گا۔ کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا جائے۔ تم نے شاہی مسجد میں ڈاکٹر محمد عالم پر اعتماد کا ریزولیوشن پاس کیا۔ میں اس جلسہ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ ہمیں ڈاکٹر پر کوئی اعتماد نہیں۔ اگر صلح کرنی ہے۔ تو شریفوں کی طرح سامنے آؤ۔ رذیلوں کی طرح مسلمانوں کو خراب مت کرو۔ گجرات کے فیصلے کے بعد جب مجلس اتحاد ملت کا سکرٹری مفاہمت کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر مجلس احرار سے جھگڑنے کی کیا ضرورت ہے (انقلاب ۹ جون)

تعلیم یافتہ بیکار نوجوانوں کے لئے نادر موقعہ

احباب کو معلوم ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر میں ٹائپسٹس اور کلرکوں کے لئے اسامیاں خالی ہونے پر پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ان آسامیوں کے پُر کرنے کے لئے امتحان لیا جایا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ امسال بھی ٹائپسٹس اور کنفرڈ ڈویژن کلرکوں کے لئے ایک امتحان پبلک سروس کمیشن کی طرف سے غالباً ماہ اگست میں ہو گا۔ اور اس امتحان میں شریک ہونے والے کیلئے ضروری ہو گا۔ کہ اس کی عمر اٹھارہ سال سے کم اور چوبیس سال سے زیادہ نہ ہو۔ اور اس کی تعلیمی قابلیت کم سے کم میٹرک تک ہو۔ یا اس کے برابر کا کوئی امتحان پاس کیا ہوا ہو۔ نیز ضروری ہو گا۔ کہ ہر امیدوار امتحان کے لئے پندرہ روپے ماہوار کی رقم بطور فیس ادا کرے۔ یہ رقم کسی صورت میں امیدوار کو واپس نہیں دی جائے گی۔ امیدوار کو مندرجہ ذیل مضامین میں امتحان دینا ہو گا۔

(۱) حساب (۲) خوشخطی (۳) جنرل نالج (۴) انگلش کمپوزیشن

نمبر ۱ میں یہ دیکھنا ہو گا۔ کہ امیدوار کی ذہنی قابلیت کیا ہے۔ کس حد تک صحیح اور جلدی سے کام کر سکتا ہے۔

نمبر ۲ میں امیدواران کو انگریزی زبان میں کسی مطبوعہ حصے کو اپنے ہاتھ سے نقل کرنا ہو گا اس میں امیدوار کی خوشخطی۔ صفائی اور تیزی تحریر کو دیکھا جائے گا۔

نمبر ۳ میں حالات حاضرہ اور عام اخباری دنیا کی معلومات کا ٹسٹ کیا جائے گا۔

نمبر ۴ میں ڈرافٹنگ Drafting پریسی رائٹنگ Preci writing انگریزی زبان کا درست کرنا اور پروف کی درستی شامل ہو گی۔ نیز ٹائپ رائٹنگ میں مہارت کے ثبوت میں وائی۔ ایم۔ سی۔ اے لاہور یا دی ریمنگٹن رینڈ انک وغیرہ The Ramington Rand Inc کے سرٹیفکیٹ پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ سرٹیفکیٹ میں یہ تصریح ہو۔ کہ امیدوار کم سے کم ۳۵ الفاظ فی منٹ ٹائپ کر سکتا ہے۔

اس ڈویژن کے کلرکوں کا موجودہ گریڈ ۶۰-۲-۸۰-۳-۱۲۵ ہے۔ اس امتحان میں جماعت کے بہت سے بیکار نوجوان جو علاوہ میٹرک پاس ہونے کے ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے کے امتحانات پاس کرنے کے بعد اس وقت فارغ بیٹھے ہیں شامل ہو سکتے ہیں۔ چاہیئے کہ ایسے دوست اس موقعہ سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں۔ اور نظارت ہذا کو اپنے شرکت امتحان کے متعلق انگریزی زبان میں ایک درخواست اپنے ہاتھ سے لکھ کر مع اپنی تعلیمی قابلیت کے جلد بھجوا دیں۔ پہلے بھی ایسے موقعہ پر بہت سے دوست اس قسم کے امتحان میں شامل ہوتے رہے ہیں۔ لیکن بوجہ عدم واقفیت اس امتحان کی پوری تیاری نہ کر سکنے کے کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ اندریں حالات اب کی دفعہ نظارت ہذا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جو نوجوان اس امتحان میں شریک ہونا چاہیں۔ ان کو مرکز میں بلا کر ضروری ہدایات دی جائیں۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو ان کی تیاری کے مدنظر باقاعدہ ایک جماعت کھول دی جائے۔ جس کے لئے ایک ماہر فن کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

تحریک جدید کے مالی مطالبہ کو پورا کرنیکے لئے شہری اور زمیندار جماعتوں کی جدوجہد

چندہ تحریک جدید گو نفلی چندہ ہے۔ مگر ثواب میں فرضی چندوں سے اس لئے بڑھا ہوا ہے۔ کہ احباب اپنی مرضی اور خوشی سے وعدہ کرنے کے بعد اسے بخوشی ادا کر رہے ہیں مزید براں نوافل ہوتے ہی قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ پس وعدہ کرنے والے مخلصین ایسے چندوں کو جلد سے جلد اس لئے ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کو زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ چندہ تحریک جدید میں وعدہ کرنے والے مخلصین جن کے چندے براہ راست مراکز میں آسکتے ہیں۔ ان میں سے اکثر دوست اگرچہ اپنے وعدوں کو پورا کر چکے ہیں۔ لیکن تاہم جن احباب کے ذمہ کچھ بقایا ہے۔ یا کوئی قسط واجب الادا ہے۔ انہوں نے خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۳۶ء پڑھکر اپنا وعدہ پورا کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ مکرم سید وزارت حسین صاحب اوورسیر ضلع مونگھیر بہار نے گذشتہ سال اپنی طرف سے ایکسو ایک روپیہ اور اپنے گھر والوں کی طرف سے پانچ روپیہ چندہ ادا کیا تھا اور دوسرے سال کے لئے باوجود ملازمت سے الگ ہو چکنے اور مالی مشکلات میں مبتلا ہونے کے اپنی طرف سے -/۱۲۵ روپیہ اور اپنی اہلیہ صاحبہ کی طرف سے -/۱۰ کا وعدہ فرمایا انہوں نے -/۱۳۵ روپیہ بھیج کر وعدہ پورا کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اسی طرح میاں محمد یوسف صاحب ولد میاں عبد الکریم صاحب سودھا ضلع ہمیر پور نے یکمشت -/۳۵ اور ڈاکٹر نور احمد صاحب چک نمبر ۳۳ ضلع لائل پور نے -/۳۰ بھیج کر اپنا -/۱۰۰ فی صدی چندہ تحریک جدید پورا کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ غرض جہاں براہ راست وعدہ کرنے والے احباب اپنے عہد کو پورا کر رہے ہیں۔ وہاں نہ صرف شہری جماعتیں خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۳۶ء پڑھکر توجہ کر رہی ہیں۔ اور اپنے موعودہ چندہ تحریک جدید کو جلد سے جلد پورا کرنے میں کوشاں ہیں وہاں زمیندار جماعتیں بھی بیدار ہو رہی ہیں۔

چنانچہ جماعت احمدیہ بہلول پور ضلع سیالکوٹ نے اپنا وعدہ -/۸۷۔ جماعت بہلول پور چک نمبر ۱۱۷ ضلع لائل پور نے -/۲۷ کا اپنی دگنی رقم بھیج کر پورا کر دیا ہے۔ جماعت سیکھواں کا وعدہ -/۶۲ تھا۔ ان کی طرف سے -/۵۰ روپیہ کی رقم -/۸۰ فی صدی کے حساب سے وصول ہو چکی ہے۔ جماعت بنوں کا وعدہ -/۳۴۸ تھا۔ اس ہفتہ میں -/۳۲۲ کی رقم بھیج کر اس جماعت نے -/۹۲ فی صدی کی رقم پوری کر دی ہے۔ اس جماعت کے امیر میاں غلام حسین صاحب ایک مستعد اور سرگرم عمل دوست ہیں۔ انہوں نے اپنا چندہ گذشتہ سال بھی یکمشت ادا کیا تھا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ان جماعتوں اور افراد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جہاں ان کی فہرست دعا کے لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ وہاں جن جماعتوں یا افراد کے چندوں کے پورا ہونے میں نمایاں کمی ہے۔ یا خفیف سی کمی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنی سستی کو چستی سے بدل دیں۔ (فنانشل سکرٹری تحریک جدید قادیان)

غیر احمدیانِ سونگھڑہ کا مناظرہ سے فرار

مولوی ظہور حسین مبلغ بہار و اڑیسہ لاپاں و جٹنی میں دو کامیاب مباحثے کرنے کے بعد جب سونگھڑہ تشریف لائے تو یہاں کے نیم ملانوں کے دلوں میں مناظرہ کا شوق پیدا ہوا۔ اور انہوں نے یہاں کی جماعت احمدیہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جسے منظور کر لیا گیا۔ اور مناظرہ کی چند شرطیں لکھ کر بھیج دی گئیں۔ ان شرطوں میں سے تین شرطیں یہ تھیں۔ (۱) مناظرہ کے وقت پولیس کا انتظام ہوگا (۲) مدعی کی تقریر پہلی اور آخری ہوگی۔ (۳) تقریریں ایک ایک گھنٹہ کی ہونگی۔ ملانوں نے یہ عذر خام پیش کیا کہ پولیس کے انتظام کی ضرورت نہیں۔ مدعی کی تقریر پہلی اور آخری نہ ہو۔ اور تقریریں صرف دس دس منٹ کی ہوں۔ جب ہماری طرف سے ان کی باتوں کا معقول جواب دیا گیا تو ایسے خاموش ہو گئے کہ گویا کہ انہوں نے کوئی چیلنج دیا ہی نہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خیال کیا کہ جماعت احمدیہ ان کے چیلنج سے مرعوب ہو جائے گی۔ اور اس طرح ان کو یہاں شہرت دینے کا موقع مل جائیگا کہ احمدی مبلغ مناظرہ سے بھاگ گئے۔ لیکن جب ان کے قیاس کے خلاف مناظرہ کا چیلنج منظور کر لیا گیا۔ تو وہ خاموش ہو گئے مناظرہ کے بارے میں ان سے جو خط و کتابت ہوئی۔ چونکہ اس میں نہایت سنجیدگی کے ساتھ ان کی باتوں کی نامعقولیت ظاہر کی گئی تھی اسلئے انہوں نے تحریری جواب دینا بھی بند کر دیا۔ خاکسار عبد السلام

شکریہ

ڈاکٹر منظور احمد صاحب نے ایک دوائی اکسیر تسہیل ولادت ایجاد کی ہے میں نے اپنے گھر میں حسب ضرورت استعمال کرا کر دیکھی ہے۔ واقعی اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ اور ولادت کی مشکل گھڑیوں کو سچ مچ سہل کر دیتی ہے۔ یہ چند الفاظ میں صرف صنف نازک کی ہمدردی اور ڈاکٹر صاحب موصوف کے شکریہ کے لئے بغیر ان کی خواہش کے شائع کر رہا ہوں۔ تا ضرورت مند ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ قیمت مع محصولڈاک دو روپے آٹھ آنے مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔

خاکسار ظفر محمد مولوی فاضل قادیان

پتہ یہ ہے۔ **مینجر شفاخانہ دلپذیر۔ قادیان ضلع گورداسپور**

ہر ایک انجمن کو چھاپہ خانہ مل سکتا ہے

آج کل تبلیغ و اشاعت کے لئے چھاپہ خانہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بہت سی انجمنیں قریب شہر میں چھاپہ خانہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹریکٹ، اشتہار اور پوسٹر شائع کرنے سے معذور رہتی ہیں۔ بہت سے جذبات اور خیالات دل و دماغ میں موجزن رہتے ہیں۔ جو لوگوں تک نہیں پہنچائے جاتے۔ آج کل بیسویں صدی میں سائنس نے ہر چیز کو اتنا آسان اور سستا کر دیا ہے کہ روپوں کی چیزیں کوڑیوں کے مول مل سکتی ہیں۔ ہر ایک انجمن اپنے پوسٹر اور اشتہار اور ٹریکٹ شائع کرنے کے لئے چھاپہ خانہ خرید سکتی ہے۔ چھاپہ خانہ کلاں قیمت دس روپے چھاپہ خانہ خورد قیمت پانچ روپے۔ آپ پہلے دن ہی چھاپہ خانہ سے کام لے سکتے ہیں۔ طریق نہایت آسان ہے جو چھپا ہوا ساتھ ہوگا۔ کل یا نصف قیمت پیشگی ارسال فرمائیں۔ پوسٹ آفس اور ریلوے سٹیشن کا پتہ لکھیں۔ ملنے کا پتہ۔ **محمد فاروق اینڈ برادرس موگا پنجاب**

ایک دلال کی ضرورت

احمد آباد سنڈیکیٹ کو اپنی اراضیات واقعہ صوبہ سندھ کی اجناس کی خرید و فروخت کے لئے ایک دلال کی خدمات کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احمدی احباب جو اس کام سے واقف ہوں۔ اپنی درخواستیں اپنے مقامی پریذیڈنٹ یا امیر کی تصدیق کے ساتھ دفتر سکرٹری احمد آباد سنڈیکیٹ قادیان میں ارسال کریں۔ تفصیلات بذریعہ خط و کتابت طے کی جا سکتی ہیں۔

سکرٹری احمد آباد سنڈیکیٹ قادیان

بینظیر اسلامی لٹریچر (بزبان اردو)

تصنیفات مولانا محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی

کتاب	قیمت
سیرت خیر البشر مجلد عہ بے جلد	عہ
تاریخ خلافت	۴ر
جمع قرآن	۲ر
مقام حدیث	۵ر
النبوت فی الاسلام	۸ر
مقدمۃ القرآن حصہ اول	۶ر
المسیح الدجال یاجوج ماجوج مجلد	۴ر
محمد مصطفےٰ	۵ر
خلافت اسلامیہ	۱ر
اسلام اور دیگر مذاہب	۴ر
شناخت مامورین	۲ر
آیت اللہ	۲ر

متفرق کتب

کتاب	قیمت
اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۲ر
خطبات نبوی (نبی صلعم کے جملہ خطبات)	۴ر
اسرار شریعت تین حصص	۱۲ر
انوار القرآن (پارہ عم کی تفسیر)	۸ر
انتخاب صحاح ستہ	۴ر
قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت	۲ر
رسالہ نماز (نماز کی حقیقت و فلاسفی)	۳ر
رسالہ روزہ (روزہ)	۲ر
رسالہ حج (حج)	۲ر
رسالہ زکوٰۃ (زکوٰۃ)	۲ر
غذا و صحت (قابل دید کتاب)	۸ر
المنطق (منطق میں عجیب و غریب کتاب)	۲ر

متفرق کتب

کتاب	قیمت
اردو کا قاعدہ	۱ر
اردو کی پہلی کتاب	۲ر
″ دوسری کتاب	۳ر
″ تیسری کتاب	۵ر
اردو زباندانی	۴ر
تربیت اولاد	۵ر
اسلام کیا ہے؟	۴ر
تسہیل القرآن (قرآن شریف پڑھنے کا آلہ)	

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی

یہ حمائل حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ جرمنی میں خاص اہتمام سے طبع کرائی گئی ہے۔ نہایت بینظیر جواب تک ہندوستان میں شائع نہیں ہوئی۔ شائقین کیلئے عجیب و غریب تحفہ ہے کاغذ لکھائی چھپائی اعلےٰ جلد خوبصورت اور مضبوط۔

شاہنامہ اسلام (جلد اول و دوم) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فی جلد

اسلامی ناول

آئینہ کمالات اسلام — اسلام کی بینظیر خوبیوں کو نہایت فصاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر

برکات الدعا — دعا کی ماہیت اور فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر

حبیبہ — ایک مختصر سا مگر سبق آموز ناول ہے۔ اس کا ضرور مطالعہ کریں۔ قیمت عہ

زینت خیالات — از گیتی آرا بیگم۔ وہ تدابیر جن پر عمل پیرا ہو کر خواتین ترقی کر سکتی ہیں۔ قیمت ۴ر

کامران — اس میں فاضل مصنف نے کامیاب زندگی بسر کرنے کے ذرائع درج فرمائے ہیں۔ قیمت عہ

ڈائری آف سمرنا (بزبان انگریزی) — دختر سمرنا کا انگریزی ترجمہ۔ یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت عہ

ملنے کا پتہ

محصول ڈاک علاوہ — **دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس۔ لاہور** — محصول ڈاک علاوہ

امتحان کے بعد بجلی کا کام سیکھئے

کیونکہ اس کام کے جاننے والوں کی ضرورت پنجاب، یو۔پی و سرحد کے ہائیڈرو الیکٹرک ڈیپارٹمنٹ میں دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ اور بہترین درسگاہ **سکول فار الیکٹریشنز لدھیانہ** ہے جو گورنمنٹ ریکگنائزڈ بھی ہے۔ اور ایڈڈ بھی ہر قابلیت کے طلباء کے لئے سکول کھلا ہے گورنمنٹ سے مالی امداد ملنے پر سکول کمیٹی نے فیس میں ایک تہائی رعایت کر دی ہے۔

جون ماہ وار لی جاتی ہے۔

پراسپکٹس مفت۔

مینجر

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی محمد ولد دارا ذات بندلانہ سکنہ چک ۸۵ ۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ
(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی شہید سلطان ولد سماون جلال ذات سیال کھوکا سکنہ نامدار تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی خان ولد داد ذات لنگی سکنہ چک ۹۶ ۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد کبیر ولد بیگ ذات بلدادنہ سکنہ چک ۸۵ ۳ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۸-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ
(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی احمد شاہ۔ نور شاہ۔ عبدالرحمن پسران پہلوان شاہ و پہلوان شاہ ولد خدا بخش ذات قریشی سکنہ بستی عبدالرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سوبھا رام ولد خوشی رام ذات سہگل سکنہ شورکوٹ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی نواب ولد علی خان ذات بلوچ سکنہ سانقی تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۲-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی مٹھا ولد امیر ذات موچی سکنہ خلانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرض خواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔

تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶
دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ (مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی سردارا ولد بہاول ذات خالوانہ سکنہ خالوانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶۔ دستخط۔ خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ
(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ
مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء
نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی اللہ دتا ولد امیر ذات موچی سکنہ خلانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے اور بورڈ نے مورخہ ۸-۶-۳۶ ۱۲ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے تحریر مورخہ ۲۱-۵-۳۶ دستخط خان بہادر میاں غلام رسول چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ
(مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۸ جون۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ کا پہلا اجلاس آج شام میاں عبد العزیز بیرسٹرایٹ لاء کے مکان پر شروع ہوا بورڈ کے ۵۶ ممبروں میں سے کل ۲۲ ممبر حاضر ہوئے۔ اجلاس رات کے دس بجے تک جاری رہا۔ مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس لئے اگلے دن پر ملتوی کر دیا گیا۔

سنجارسٹ ۸ جون۔ شاہ کارول کی واپسی کی چھٹی سالگرہ کی تقریب پر بیس ہزار نفوس شاہی معائنہ کے لئے جمع تھے۔ تو گرانڈ سٹینڈ گر گیا۔ جس سے ۱۴ نفوس ہلاک اور ۱۸۴ شدید طور پر مجروح ہوئے۔

کینٹن ۸ جون۔ کوانگسی میں لیڈر جنرل لی چنگ جین نے ایک پُرجوش تقریر کی جس میں فوجی رہنماؤں پر زور دیا۔ کہ وہ قومی تحفظ کے لئے جاپانیوں کے خون کی ندیاں بہا دیں مقرر نے کہا۔ کہ جنوب مغرب کی طرف سے جاپانیوں کے خلاف ایک مہم روانہ کی جائے گی خواہ مرکزی حکومت حرکت کرنے سے انکار کر دے مختلف اضلاع میں بھرتی کے مراکز کھول دئے گئے ہیں۔ تاکہ جاپانی قوت کے خلاف جنگ کرنے کے لئے فوجی طاقت میں اضافہ کیا جائے

بیت المقدس ۸ جون۔ آج یافہ کے صدر دروازہ کے قریب کسی نے ایک بم پھینکا جو نہایت زور سے پھٹا اور سترہ آدمی مجروح ہو گئے۔ جن میں زیادہ تر عرب کا شتکار تھے

مدراس ۸ جون کو کناڈا کے ایک پیغام سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گاؤں میں آگ لگنے سے ۳۰۰ مکانات جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ جس سے ایک ہزار سے زائد آدمی بے خانماں ہو گئے ہیں۔

بیت المقدس ۸ جون۔ سات عرب لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ انہیں خارج از بلد کر کے فوجی کیمپ میں نظر بند کر دیا جائیگا

کراچی ۸ جون۔ فنانس سکرٹری صوبہ سندھ نے مشاورتی کونسل میں ۳۷-۱۹۳۶ء کا میزانیہ پیش کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ مجموعی آمدنی کا اندازہ ۳ کروڑ ۱۱ لاکھ ۶۳ ہزار روپیہ ہے۔ مصارف کا مجموعی اندازہ ۳ کروڑ ۱۷ لاکھ ۶۳ ہزار روپیہ ہے۔ بجٹ کا خسارہ جس کا اندازہ ۶ لاکھ روپیہ ہے۔ حکومت ہند کی مالی امداد سے پورا کیا جائیگا۔

لاہور ۸ جون۔ مسلمانوں کے ایک وفد نے نواب صاحب ممدوٹ کی قیادت میں مسٹر ایس پرتاپ ڈپٹی کمشنر لاہور سے ملاقات کر کے پیر گاکو شاہ کے مزار کے انہدام سے متعلقہ مقدمہ کے فیصلہ سے پیدا شدہ صورت حالات کی تشریح کی اور مطالبہ کیا کہ حکومت کو چاہیئے کہ سکھ ملزمین کی بریت کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل کرے۔ ڈپٹی کمشنر نے کہا حکومت اس موضوع پر غور کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے قانونی مشیروں سے مشورہ لے رہی ہے۔

لاہور ۸ جون۔ لالہ جیون لال گابا نے جن کے خلاف بھارت انشورنش کمپنی کے فنڈ میں سے ۱۹ ہزار روپیہ ذاتی مفاد کے لئے خرچ کرنے کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل کو درخواست دی تھی۔ کہ ان کا مقدمہ کسی دوسرے صوبہ میں منتقل کر دیا جائے۔ مگر یہ درخواست نامنظور کر دی گئی ہے۔

بمبئی ۸ جون۔ امسال بمبئی یونیورسٹی کے امتحان میٹرکولیشن میں ۲۳۸۸۲ طلباء شامل ہوئے۔ ان میں سے صرف ۶۷۱۸ پاس ہوئے پاس ہونے والوں کا تناسب فی صدی ۲۸٫۱۳ ہے۔

نئی دہلی ۸ جون۔ "رائسر دیکلی" کا نامہ نگار لنڈن لکھتا ہے۔ کہ دہلی دربار تاج پوشی منعقد کرنے کا عارضی فیصلہ ہو گیا ہے۔ دربار نومبر ۱۹۳۷ء یا جنوری ۱۹۳۸ء میں منعقد ہوگا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں لنڈن کے مختلف دفاتر سکیم تیار کر رہے ہیں گورنمنٹ ہند کو بھی اس قسم کی ہدایات جاری کی گئی ہیں

شملہ ۸ جون۔ ہندوستان اور جاپان کے درمیان تجارتی معاہدہ کی تجدید کے لئے کلکٹر محکمہ محاصل بمبئی کو کامرس ڈیپارٹمنٹ میں سپیشل ڈیوٹی پر لگا دیا گیا ہے۔ حکومت اسمبلی کے اگلے اجلاس میں ٹیرف ایکٹ کا ترمیمی بل پیش کرنے والی ہے جو پاس ہو جانے پر ۱۳ نومبر کو نافذ ہو جائے گا۔

منگورہ (بنگال)۔ ۸ جون۔ منگورہ میں ایک خطرناک آندھی کے باعث بہت سے مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ ایک درخت گرنے سے ایک مکان کی چھت گر گئی۔ اور دیواریں منہدم ہو گئیں۔ اور متعدد ساکنین مجروح ہوئے

بیت المقدس ۸ جون۔ فلسطین کی افواج کو کمک پہنچانے کے لئے برطانی افواج کی ایک اور پلٹن مصر سے یہاں پہنچ گئی ہے۔ فلسطین کی برطانی فوج اب چھ پلٹنوں۔ ٹینکوں۔ انجنیروں اور طیاروں پر مشتمل ہے۔

پیرس ۸ جون۔ کل شام وزیر داخلہ نے اس امر کا انکشاف کیا۔ کہ پیرس کے کارخانہ داروں اور ہڑتالیوں کے درمیان تجارتی صلح کی کامیابی موسیو بلوم کی فتح تصور کی جاتی ہے جو عنان صدارت ہاتھ میں لینے کے وقت ہی سے مالی انحطاط کے بوجھ کو برداشت کر رہے ہیں۔ پیرس میں ہڑتالیوں کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہے۔ توقع ہے کہ وہ معاہدہ کے نتیجہ کے طور پر کام شروع کر دیں گے۔

کلکتہ ۸ جون۔ دوبری (آسام) میں خطرناک سیلاب کی وجہ سے انجنیروں کے بنگلے۔ مزدوروں کے کوارٹر۔ عہدیداروں کے مکانات اور ایک دیا سلائی کے کارخانہ کے گودام نذر آب ہو گئے۔

ٹریونڈرم ۸ جون۔ حکومت ٹراونکور نے تمام پبلک ادارے۔ سکول کنوئیں اور سڑکیں جو اس وقت غیر ہندوؤں کے لئے کھلی ہیں۔ تمام ہریجنوں کے لئے عام کر دی ہیں۔ کرم چند ہریجن سیوک سبھا نے حکومت کے اس مستحسن اقدام کی تعریف کی ہے۔

کراچی ۸ جون۔ سندھ میں آئندہ انتخابات کی شدت سے تیاریاں کی جا رہی ہیں معلوم ہوا ہے۔ ایک ایک نشست کے لئے چار چار پانچ پانچ امیدوار کھڑے ہونگے اور مختلف پارٹیوں میں شدید مقابلہ ہوگا

لنڈن ۸ جون۔ ایڈنبرا یونیورسٹی کے طلباء میں یہ تحریک جاری ہے کہ شاہ نجاشی کو یونیورسٹی کا ریکٹر نامزد کیا جائے۔ شاہ ہیل سلاسی ایک یا دو ہفتہ کے لئے سوئیٹزر لینڈ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں خود وہ لیگ کونسل میں شامل نہیں ہونگے۔ بلکہ وہاں اپنا نمائندہ بھیجیں گے۔

امرتسر ۸ جون۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۶ آنے ۳ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۱ آنہ سونا دیسی ۳۵ روپے ۲ آنے اور چاندی دیسی ۵۰ روپے ہے۔

لنڈن ۸ جون۔ لنڈن میں کانگرس کے اختلافات کے متعلق مسٹر ڈیسائی نے نمائندہ پریس سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ میرے اور پنڈت جواہر لال نہرو کے درمیان اختلافات تھے۔ لیکن ان کی نوعیت وہی ہے۔ جو مسٹر بالڈون اور مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کے اختلافات کی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم مل کر کام نہیں کر سکتے۔

الہ آباد ۸ جون۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک طویل بیان شائع کیا ہے جس میں ہندوستان کی سیاسی۔ مذہبی اور اقتصادی صورت حالات پر تبصرہ کیا ہے۔ اقتصادی مسئلہ کے متعلق لکھا ہے کہ میرے نزدیک اقتصادی مسئلہ کا حل صرف یہ اصول ہے کہ سوسائٹی میں نفع کمانے کا جو جذبہ گھر کر گیا ہے اسے نکال دیا جائے۔ اور اس کی بجائے مجلسی تعاون کا جذبہ کارفرما ہو مجھے تشدد سے نفرت ہے اور میں اسے بدترین فعل خیال کرتا ہوں۔

لاہور ۸ جون۔ آج ہندوؤں کی اصلاح اچھوت کی تحریک کا بھانڈہ کمرۂ عدالت میں پھوٹ گیا۔ جبکہ ایک ہندو نے ایک اچھوت عورت کو اس بنا پر اپنی بیوی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ وہ اچھوت ہے اور ہندو دھرم میں ہندو اور اچھوت کا رشتہ ازدواجی قائم رہنا ناممکنات سے ہے

پیرس (بذریعہ ڈاک)، اس جگہ حبشیوں اور عربوں کی بین الاقوامی کانفرنس نے حبشہ کے متعلق ایک قرارداد منظور کی ہے۔ جس کے ذریعہ لیگ کونسل کے تمام سربرآوردہ ارکان سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اطالیہ کے ساتھ حبشہ کے الحاق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

لنڈن ۸ جون "ٹائمز" کا نامہ نگار متعین دینس لکھتا ہے کہ اب جنگ آسٹریا سے

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی